سخنان منظم و منظوم

اس دور میں دنیا کا عجب حال ہے یارو!
بدیاں ہیں بہت نیکیوں کا کال ہے یارو!

امڈے ہوئے طوفانِ ہوس چاروں طرف ہیں
اب جبّہ و دستار بھی شیطاں کے ہدف ہیں

عالم ہیں مگر بارِ حسد ڈھوئے ہوئے ہیں
وہ کیسے جگائیں گے جو خود سوئے ہوئے ہیں

اب دینی اداروں میں فریبوں کا ہے ماحول
دیندار جو ہیں سچ میں وہ سب پڑھتے ہیں لاحول

امریکہ سے لندن سے کریں دین کا سودا
لے آتے ہیں ایراں سے بھی رُو، گا کے وظیفا

دولت کے لئے دین بھی دانش بھی ہے ان کی
دولت کے لئے دین سے سازش بھی ہے ان کی

دولت ہو تو اخباری سے یہ ہاتھ ملا لیں
دولت نہ ملے گر تو مراجع سے بھی روٹھیں

دولت ہو تو بے پردہ خواتین میں بیٹھیں
دولت کے لئے مجلسِ بے دین میں بیٹھیں

دولت کے لئے بد کو یہی نیک بتاویں
دولت کے لئے گندی غذا جھوم کے کھاویں

دولت کے لئے ڈاڑھی منڈا لیتے ہیں یہ لوگ
دولت کے لئے ڈاڑھی رکھا لیتے ہیں یہ لوگ

دولت کے لئے کرتے ہیں یہ وعظ و نصیحت
دولت ملے ہو جائیں یہی ضد ہدایت

دولت ہو تو ہو جاتے ہیں حامیٔ مسلماں
دولت کے لئے کرتے ہیں تائید شریراں

دولت کے لئے کرتے ہیں اعلم سے بغاوت
دولت کے لئے کرتے ہیں اجہل کی حمایت

تعلیم بھی دولت کے لئے کرتے ہیں حاصل
یہ بندۂ زر اصل میں ہیں راہیٔ باطل

تحریک کو جب چاہیں چرا گاہ بنا دیں
دولت کے لئے سیکڑوں اللہ بنا دیں

تحسین کی دولت سے بھی چھا جاتے ہیں یہ لوگ
اوقاف کو پھل مان کے کھا جاتے ہیں یہ لوگ

کب وزن رہا ان کے کسی ایک عمل کا
فضلہ یہ اٹھا لیتے ہیں ارباب دول کا

نامِ امراء ان کے دماغوں میں ہیں مرقوم
حزبِ صلحاء ان کے لئے طائر موہوم

کس بستی میں کس نام کے ارباب دول ہیں
اور سمجھے ہیں گئے کام کے ارباب دول ہیں

حق بات کہو تم تو ادارے سے نکالیں
ناحق کو کہو حق تو یہ گودی میں بٹھا لیں

بانی جو ادارے کے ہیں رُو دُھو کے چلے جائیں
تحریک کی کھیتی کو یہ یہی سانڈ چرے جائیں

اس بات پہ اب قوم کو آمادہ کیا جائے
اب ساری چراگاہوں پہ بس قبضہ کیا جائے

یہ قوم کی جاگیریں ہیں ہاں چھین لو ان سے
ملت کی یہ تقدیریں ہیں ہاں چھین لو ان سے

جاگیر اسے اپنی سمجھ بیٹھے ہیں یہ سب
چہرے سے بھلے لگتے ہیں پر غنڈے ہیں یہ سب

پڑھتے ہیں دکھانے کے لئے سجدۂ باری
سچ پوچھو تو یہ لوگ ہیں دولت کے پجاری

دولت کے لئے کار خفی، کار جلی ہے
دولت کے لئے ذکر حسینؑ بن علیؑ ہے

دولت کے لئے خوف خدا دل میں نہیں ہے
کچھ نام ہو پر صدق وصفا دل میں نہیں ہے

حق لاکھوں یتیموں کا تجوری میں ہے ان کے
دل میں نہیں اسلام اٹیچی میں ہے ان کے

آیا رَمَضاں کھُل گئی ہے لاٹری ان کی
اب ہند سے الفت بھی نہیں ان کو ذرا سی

بے ساختہ بیرون وطن بھاگ رہے ہیں
اچھا ہوا یہ زاغ چمن بھاگ رہے ہیں

ناداروں کا حق کھائیں وظیفوں کو چبا جائیں
اس طرح سے اولادوں کی تقدیر بنا جائیں

سوچو تو ذرا ملک میں یہ کیسا سماں ہے
بزموں میں فقط ہُکّا ہُواں ہُکّا ہُواں ہے

(ادارہ)